بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوے اسلام نہیں

مرتبہ

مسعود احمدؒ

جماعت المسلمین
www.aljamaat.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوے اسلام نہیں

مرتبہ: مسعود احمدؒ

اشاعت: ۲۰۰۹ء

ملنے کا پتہ

جماعت المسلمین

فلیٹ نمبر 204 سلیم مسعود کمپلیکس، نظام کالونی

ٹولی چوکی، حیدرآباد 500008

فون نمبر: +91-40-65081395

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوے اسلام نہیں

شریعت ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ [آل عمران ۶۴]

(اے رسول) کہہ دیجئے: اے اہلِ کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں طور پہ مانی جاتی ہے (یعنی) ہم کسی کی عبادت نہ کریں سوائے اللہ کے، اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہ بنائیں، پھر اگر وہ نہ مانیں تو (اے مسلمین) ان سے کہو کہ گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو ربّ ماننے والا مسلم نہیں ہوتا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰـھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ [توبہ ۳۱]

اہلِ کتاب نے اپنے علماء اور پیروں کو اللہ کے علاوہ ربّ بنا رکھا ہے، اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں (کسی کی عبادت کا) حکم نہیں ملا تھا سوائے اس کے کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں (یعنی اللہ کی اس لئے کہ) اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ پاک ہے ان کے شرک سے جو وہ کر رہے ہیں۔

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ اہلِ کتاب اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ ربّ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، دوسری آیت سے ثابت ہوا کہ اس عقیدہ کے باوجود وہ عملاً اپنے عالموں اور پیروں کو ربّ مانتے تھے یعنی اُن کی عبادت کرتے تھے، وہ عبادت کیا تھی اس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اِسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ [رواه الترمذی فی کتاب التفسیر وحسنه]

وہ (بظاہر) تو عالموں اور پیروں کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب ان کے عالم اور پیر اُن کے لئے کسی چیز کو حلال کردیتے تھے تو وہ اُس کو حلال سمجھتے تھے اور جب وہ کسی چیز کو اُن پر حرام کردیتے تھے تو وہ اُس کو حرام سمجھتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب معروف معنوں میں تو اپنے عالموں اور درویشوں کی عبادت نہیں کرتے تھے البتہ انکی عبادت کا طریقہ کچھ اور تھا اور وہ یہ کہ وہ ان کو شریعت ساز سمجھتے تھے، ان کے حلال وحرام کو حلال وحرام سمجھتے تھے اور یہی درحقیقت عالموں اور درویشوں کی عبادت تھی۔

آیات بالا میں سے دوسری آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ علماء اور مشائخ کی عبادت کرتے تھے اور دوسری آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ان کا یہ فعل شرک تھا۔

الغرض عالموں اور درویشوں کو شریعت ساز تسلیم کرلینا، ان کے حرام کردہ کو حرام سمجھنا اور ان کے حلال کردہ کو حلال سمجھنا یہ عالموں اور درویشوں کی عبادت ہے۔

آیات بالا اور حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ علماء اور مشائخ کے فتوں، قیاسات، اجتہادات اور آراء کو شریعت کا درجہ دینا شرک ہے، شریعت ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا حلال وحرام کا فیصلہ وہی کرسکتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات وحدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تقلید شرک ہے، اس لئے کہ مقلد اپنے امام کے فتووں کو شریعت سمجھتا ہے، اُس ہی کی رائے سے حلال وحرام کا فیصلہ کرتا ہے۔

فتوے اور فیصلہ میں فرق | اپنی رائے سے فتویٰ دینا قانون سازی ہے لیکن قانونِ الٰہی کی روشنی میں فیصلہ کردینا قانون سازی یا شریعت سازی نہیں۔ فیصلہ دو فریقوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کا نام ہے، قاضی کا فیصلہ اس کی رائے نہیں ہوتی بلکہ شہادتوں اور دستاویزوں کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے بیان کردہ قانون کے ماتحت جھگڑے کا حل ہوتا ہے، قاضی کا فیصلہ حقدار کو اس کا حق دلواتا ہے، اس کا فیصلہ عارضی ہوتا ہے، دائمی نہیں ہوتا، وہ فیصلہ قانون کے ماتحت ہوتا ہے خود قانون نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے فتوے کی حیثیت قانون کی سی ہوتی ہے۔ مثلاً

"کوئی شخص رات کو اپنی بی بی کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے۔" (بہشتی زیور، چوتھا حصہ، صفحہ ۶ از۔ اشرف علی تھانوی)

یہ فتویٰ محض رائے ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کے دین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے لہذا یہ فتویٰ شریعت سازی کے ضمن میں آتا ہے۔ یہ شریعت سازی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ [یونس ۵۹]

(اے رسول ان سے) کہئے کیا تم نے دیکھا کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا ہے، اس میں سے بعض کو تم نے حرام قرار دے رکھا ہے، اور بعض کو حلال قرار دے رکھا

ہے، (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے، کیا
اللہ نے تمہیں اس کی اجازت یا حکم دیا ہے یا
تم اللہ پر بہتان لگاتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ O [نحل ۱۱۶]

اپنی زبانوں سے یونہی غلط فتوے نہ دے دیا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے اس طرح تو تم اللہ پر بہتان لگانے کے مرتکب ہو جاؤ گے (اور) جو لوگ اللہ پر بہتان لگاتے ہیں وہ فلاح نہیں پاسکتے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس چیز کو اللہ اور رسول کے فیصلہ کے بغیر یونہی اپنی طرف سے حلال یا حرام کہہ دینا، اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے، کیونکہ جب کسی چیز کو حلال یا حرام کہا جاتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو حلال یا حرام کہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا ہوتا، اور جو بات اللہ تعالیٰ نے نہ کہی ہو اُس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بہتانِ عظیم اور شریعت سازی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط

اللہ نے تمہارے لئے دینِ (اسلام) کی شریعت بنائی (اور یہی وہ چیز ہے) جس کا اللہ نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی اور

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اَللّٰهُ يَجْتَبِيٓ إِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيٓ إِلَيْهِ مَنْ يُّنِيبُ ○

[شوریٰ ۱۳]

جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا (اور وہ حکم یہ ہے) کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں اختلاف وافتراق نہ پیدا کرو (اور اے رسول) یہ چیز جس کی طرف آپ مشرکین کو بلا رہے ہیں (یعنی اس دین کو قائم رکھو جو اللہ نے بھیجا ہے اور اس میں اختلاف نہ کرو) ان پر بڑی بار گذرتی ہے، (بہرحال) اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بنالیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ شریعت اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اُسی شریعت کو انبیاء علیہم السلام کی طرف نازل کر کے انہیں اس کو قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، شریعت سازی انبیاء علیہم السلام بھی نہیں کرتے بلکہ وہ نازل شدہ شریعت کو قائم کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین میں تفریق کرنا حرام ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ دین کو بے کم و کاست اسی حالت میں رہنے دیں جس حالت میں وہ نازل ہوا ہے، فتووں اور قیاسات سے دور رہیں کہ یہی چیزیں افتراق کا سبب بنتی ہیں۔ امت میں مختلف فرقے جو اس وقت پائے جاتے ہیں ان کا اصل سبب فتوے اور قیاسات ہیں، اگر یہ فتوے اور قیاسات نکال دیے جائیں تو باقی چیز وہی دینِ خالص ہوگی جو دین کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔ اختلاف وافتراق ختم ہو جائے گا، فرقے نیست و نابود ہو جائیں گے، لیکن ان فرقوں کو یہ کب منظور ہے، ہر فرقہ اپنے فقہی مذہب کو قائم کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ دینِ خالص کو قائم کرنے سے فقہی مذہب کا خاتمہ ہوتا ہے لہٰذا دینِ خالص قائم کرنا انہیں منظور نہیں بلکہ ان موجودہ فرقوں کو یہ چیز بہت بار گذرتی ہے کہ دینِ خالص قائم کر کے اپنے فرقہ وارانہ فقہی

مذہب کو اپنے ہاتھوں سے ملیامیٹ کردیں، ان کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ دین خالص میں ملاوٹ ہوتی ہوتو ہوجائے لیکن ان کا فرقہ وارانہ مذہب ختم نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نازل شدہ دین کو قائم کرنے کا حکم دیا تھا، یہ فرقے اپنے فرقہ وارانہ مذاہب قائم کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے افتراق کو حرام کیا تھا یہ فرقے افتراق کو برقرار رکھنے پر مصر ہیں، اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ہر فرقہ اُسی میں مگن ہے جو اس کے پاس ہے۔

[روم ۳۲]

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کیا انہوں نے (اللہ تعالیٰ کے) شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کی شریعت بنائی ہے حالانکہ اللہ نے اس (شریعت سازی) کی ان کو اجازت نہیں دی اور اگر فیصلہ (کا دن مقرر) نہ ہوتا تو ان میں (ابھی) فیصلہ کردیا جاتا، بے شک جو لوگ ظالم ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

[شوریٰ ۲۱]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ شریعت سازی کرتے ہیں وہ گویا اللہ تعالیٰ کے شریک بن جاتے ہیں، یعنی شریعت سازی شرک ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اے نبی، آپ اس چیز کو کیوں حرام کہتے ہیں جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کردیا ہے۔

[تحریم ۱]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرسکتے۔

فتوؤں کی گواہی

بہشتی زیور کے حوالے سے آپ نے ایک نادر روزگار فتوی ملاحظہ فرمایا یہ ایک فقہی فتوی ہے۔
فتوی نقل کرنے والے برِصغیر کے چوٹی کے عالم تصور کیے جاتے ہیں، انہوں نے فقہ کی بڑی خدمت کی ہے، ان کی بے شمار تصانیف میں سے بہشتی زیور کو خاصی شہرت حاصل ہے۔
حنفی مذہب کے پیروکار بہشتی زیور کو جہیز کا ایک حصہ سمجھتے ہیں اور اپنی لڑکیوں کو جہیز میں بطورِ تحفہ ہی نہیں بلکہ جہیز کا ایک جزء سمجھ کر دیتے ہیں۔
بہشتی زیور نے مشرقی خواتین کو کس قسم کے زیور سے آراستہ کیا ہے اس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی بہر حال دل پر جبر کر کے مشتے نمونہ از خروارے چند فتوے یہاں درج کر رہے ہیں تا کہ احناف بھی احساس ندامت سے بالآخر کہہ سکیں کہ یہ.....فتوے اسلام نہیں!

۱۔ کسی نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دی، دو برس سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے حرامی نہیں (بہشتی زیور حصہ ۴ ص ۶۷)

۲۔ نکاح ہوگیا اور رخصتی نہ ہوئی لڑکا پیدا ہوگیا تو شوہر ہی کا ہے حرامی نہیں (بہشتی زیور حصہ ۴ ص ۶۹)

۳۔ میاں پردیس میں ہے برسیں گذر گئیں یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تو شوہر کا ہے حرامی نہیں (بہشتی زیور حصہ ۴ ص ۶۹)

یہاں ایک بات کی وضاحت کر دینی ضروری ہے کہ ان فتوؤں کو نقل کرنے والے صاحبِ بہشتی زیور نے ان خرافات کی تحقیق اس لئے نہیں کی کہ وہ حنفی مقلّد تھے جب کہ مقلّد محقق نہیں ہوسکتا انہوں نے جو کچھ بھی نقل کیا وہ فقہ کے دفتر سے نقل کیا ہے، فرق یہ تھا کہ پہلے یہ لہوالحدیث کے انبار عربی زبان میں تھے، اس انبار کو ہندوستان میں پہلی بار مشرف بہ اُردو کرنے والے اشرف علی صاحب تھانوی تھے تا کہ برّصغیر کے مسلمان بھی ان قیمتی نوادرات سے استفادہ حاصل کرسکیں بہشتی زیور ان ہی کی تصنیف ہے۔

ذیل میں فقہ کی ایک مشہور و معروف کتاب سے ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ بہشتی زیور کے مذکورہ فتوے کس چیز کی روشنی میں اخذ کئے گئے ہیں؟

۴۔ مرد انتہائے مغرب میں ہو اور عورت انتہائے مشرق میں اتنے فاصلہ پر کہ دونوں کے درمیان سال بھر کی راہ ہو۔ کسی طرح ان کا نکاح کر دیا گیا اگر بعد تاریخ نکاح کے عورت چھ مہینے میں بچہ جنے تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا حرامی نہ ہوگا بلکہ یہ اس مرد کی کرامت تصور کی جائے گی۔ (درمختار جلد۲ ص ۱۴۰)

درمختار فقہ کے مخترعہ مسائل پر مبنی دسویں صدی کی تصنیف ہے جس کے مصنف محمد علاء الدین شیخ علی حسین تھے۔

درمختار وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ درمختار کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ تک پہنچتی ہیں (مقدمہ درمختار جلد۱ ص ۹)

یہ کس پایہ کا جھوٹ ہے اس سے ہمیں بحث نہیں البتہ حقیقت تو یہ ہے کہ کتاب ہذا کے ایک مسئلہ کی سند امام ابوحنیفہ تک نہیں پہنچتی معلوم نہیں اللہ تعالیٰ تک کیسے پہنچ گئی؟ اور کس نے پہنچائی؟

ہوسکتا ہے یہ اسی طرح کی کوئی کرامت ہو جیسا کہ درمختار کے حوالے سے اوپر نقل کی گئی ہے۔

اب فقہی کراماتوں کے مزید نسخے دیگر حوالوں سے بھی ملاحظہ فرمالیں۔

باب طہارت

۵۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں چوتھائی کپڑا تک بھر جائے تو نماز جائز ہے (ہدایہ جلد۱ ص ۲۲۷)

۶۔ اعضائے وضو پر مکھیوں کا گو لگا ہو اور پانی اس کے نیچے نہ پہنچے تو وضو جائز ہے (فتاوی عالمگیری جلد۱ ص ۵)

۷۔ اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (بہشتی زیور جلد۱ ص ۶۳)

غور فرمایا آپ نے احناف کے ہاں طہارت کا کیا مقام ہے یعنی چوتھائی کپڑا پیشاب میں تر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، نماز پڑھ لو، مکھیوں کا گو لگا ہو اور وہ صاف نہ ہو سکے تب بھی وضو ناقص نہیں ہوتا لیکن آشوبِ چشم کے مریض کے آنسو وضو کو ناقص کر دیتے ہیں۔ فقہی موشگافی نے اس مریض کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اسے کہتے ہیں، ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

غسل کب فرض ہوتا ہے:۔

۸۔ بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا (ہدایہ جلد ا ص ا۷)

کسی کے ذہن میں یہ سوال کلبلائے کہ کیا ایسا ممکن ہے؟

تو محترم یہ مسئلہ دل و دماغ سے کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو بہر حال اسے فقہی کرامت کہنے میں کیا مضائقہ ہے آخر ہندوؤں اور بدھوؤں کی کرامت پر بھی لوگ یقین کر لیتے ہیں ہو سکتا ہے جدید سائنس اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈال سکے کہ ان کے ہاں بھی بعض اوقات اس قسم کی فضولیات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

پانی کب پاک یا ناپاک ہوتا ہے؟

۹۔ کنویں میں کتا گر جائے اگر منہ نہ ڈوبے تو پانی پاک ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۱۰۵، ہدایہ جلد ا ص ۱۱۲)

۱۰۔ چوہے کی دم کٹ کر گر جائے تو سارا پانی کنویں سے نکالا جائے۔ (بہشتی زیور حصہ اوّل ص ۸۱)

دونوں اقوال قابلِ غور ہیں یعنی پورا کتا گرنے سے پانی پاک رہتا ہے مگر چوہے کی دم کٹ کر گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے کیا خوب منطق ہے۔

۱۱۔ غسل شدہ مردہ کنویں میں گرے تو پانی پاک ہے (عالمگیری جلد ا ص ۲۵)

بہر حال اسے مردہ کی کرامت ہی تصور کیا جائے کہ وہ غسل شدہ ہو کر کنویں تک کس طرح پہنچا۔

۱۲۔ کنویں میں چوہے کا پیشاب پڑ جائے تو پانی نکالنے کی ضرورت نہیں۔(درمختار جلد ا ص ۱۱۱)

مزید غور فرمایئے کہ چوہے کی دم اور چوہے کے پیشاب میں جو فرق رکھا گیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔

۱۳۔ گدھی کا دودھ پاک ہے (عالمگیری جلد ا ص ۶۲، ہدایہ جلد ا ص ۱۱۹)

نوٹ : غالباً اسی لئے احناف اپنے چھوٹے بچوں کو کتا کھانسی ہونے پر گدھی کا دودھ پلاتے ہیں۔

۱۴۔ لکڑی کا ایک کنارہ نگل گیا اور دوسرا کنارہ ہاتھ میں ہے تو روزہ فاسد نہیں (درمختار جلد ۲ ص ۴۵۴)

غور فرمایا آپ نے کیسے متحیرّ العقول عجائبات ہیں۔

مزید غور فرمایئے۔

مسواک کے فضائل:

۱۵۔ مسواک لیٹ کر کرنے سے تلی بڑھ جاتی ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

۱۶۔ مسواک کو مٹھی بھر پکڑنے سے بواسیر ہو جاتی ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

۱۷۔ مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی رکھنے سے شیطان سوار ہو جاتا ہے (ایضاً)

۱۸۔ مسواک کو چوسنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

غسل نہ کرنے سے بھی غسل ہو جاتا ہے:۔

۱۹۔ حوض میں گر کر بھیگ گیا کلی اور ناک میں پانی دے دیا تو غسل درست ہے۔ (بہشتی زیور جلد ا ص ۹)

۲۰۔ جنبی بوقتِ غسل بجائے کلی کے پانی پی جائے کافی ہے (بہشتی زیور جلد ا ص ۱۷)

بہرحال اسے مردہ کی کرامت ہی تصور کیا جائے کہ وہ غسل شدہ ہو کر کنویں تک کس طرح پہنچا۔

۱۲۔ کنویں مین چوہے کا پیشاب پڑ جائے تو پانی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار جلد ا ص ۱۱۱)

مزید غور فرمایئے کہ چوہے کی دم اور چوہے کے پیشاب میں جو فرق رکھا گیا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔

۱۳۔ گدھی کا دودھ پاک ہے (عالمگیری جلد ا ص ۶۲، ہدایہ جلد ا ص ۱۱۹)

<u>نوٹ</u> : غالباً اسی لئے احناف اپنے چھوٹے بچوں کو کتا کھانسی ہونے پر گدھی کا دودھ پلاتے ہیں۔

۱۴۔ لکڑی کا ایک کنارہ نگل گیا اور دوسرا کنارہ ہاتھ میں ہے تو روزہ فاسد نہیں (درمختار جلد ۴ ص ۴۵۴)

غور فرمایا آپ نے کیسے متحیرّ العقول عجائبات ہیں۔

مزید غور فرمایئے۔

مسواک کے فضائل:

۱۵۔ مسواک لیٹ کر کرنے سے تلی بڑھ جاتی ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

۱۶۔ مسواک کو مٹھی بھر پکڑنے سے بواسیر ہو جاتی ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

۱۷۔ مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی رکھنے سے شیطان سوار ہو جاتا ہے (ایضاً)

۱۸۔ مسواک کو چوسنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے (درمختار جلد ا ص ۵۳)

غسل نہ کرنے سے بھی غسل ہو جاتا ہے:۔

۱۹۔ حوض میں گر کر بھیگ گیا کلی اور ناک میں پانی دے دیا تو غسل درست ہے۔ (بہشتی زیور جلد ا ص ۹)

۲۰۔ جنبی بوقتِ غسل بجائے کلی کے پانی پی جائے کافی ہے (بہشتی زیور جلد ا ص ۷۱)

کن کن امور سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

۲۱۔ مردہ کے پیٹ پر نمدہ پڑا ہے اور اس پر سجدہ کیا اگر سختی معلوم نہ ہوئی تو نماز جائز ہے (عالمگیری جلد ۱ ص ۹۵)

۲۲۔ کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (ہدایہ جلد ۱ ص ۴۸۹، درمختار جلد ۱ ص ۲۸۶)

۲۳۔ نمازی کے جسم پر کتا بیٹھ جائے منہ سے لعاب نہ نکلے تو مضائقہ نہیں۔ (بہشتی گوہر ص ۴۳)

۲۴۔ سلام کے وقت عمداً قہقہہ کرے تو نماز نہیں ٹوٹتی (ہدایہ جلد ۱ ص ۵۴)

۲۵۔ نماز میں ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک رکن کے بعد ایک ایک جوں مارے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (منیۃ المصلی ص ۱۰۰، درمختار جلد ۱ ص ۲۸۷)

ہوسکتا ہے کہ ان لطیفوں کو پڑھ کر کسی کو ہنسی آجائے مگر درحقیقت یہ رونے کا مقام ہے کہ دینِ اسلام کی مالا جپنے والوں نے ایک صاف شفاف آئینہ پر کس طرح گرد و غبار کی تہہ در تہہ جما دی ہے کہ اب اصل اسلام بھی لوگوں کے لیے اجنبی بن گیا ہے یہی نہیں بلکہ اب اصل اسلام ڈھونڈنے کے لئے لوگوں کو بڑی تحقیق کرنی پڑتی ہے۔

لوگوں کو جب بتایا جاتا ہے کہ اصل اسلام قرآنِ مجید اور احادیثِ صحیحہ میں محفوظ ہے فقہی مذاہب میں اسلام نہیں تو لوگوں کو تعجب ہوتا ہے وہ اپنے اپنے علماء کے پاس جاتے ہیں تو مذہب کے اجارہ دار علماء انہیں فقہی موشگافیوں اور قطعہ کہانیوں میں الجھائے رکھتے ہیں۔

اگر ان سے کہا جائے کہ انہوں نے جو متوازی شریعت بنا رکھی ہے اسے دریا برد کردیں یا ان پر پابندی عائد کردیں تو فوراً اشتعال میں آجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا آپ لوگ فقہاء سے زیادہ علم و بصیرت رکھتے ہیں؟ مطلب یہ کہ فقہ کے مخترعہ مسائل کے انبار کو دریا برد کردینا گویا ائمہ اور فقہاء کی توہین ہے اسلام جائے تو جائے فقہ کے انبار ہر حالت میں محفوظ رہنے

چاہئیں اسی لیے حنفی علماء بڑے ناز سے منبر پر بیٹھ کر فرماتے ہیں کہ:۔

۱۔ فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا۔ علقمہ نے سینچا۔ ابراہیم نخعی نے کاٹا، حماد نے بھوسی اڑائی، ابوحنیفہ نے پیسا، ابو یوسف نے گوندھا محمد نے روٹیاں پکائیں اور سب کھانے والے ہیں (درمختار جلد ۱ ص ۱۹)

۲۔ فقہ کا سیکھنا افضل ہے باقی قرآن کے سیکھنے سے (درمختار جلد ۱ ص ۲۹)

۳۔ پورا قرآن پڑھنے سے فقہ پڑھنا افضل ہے (عالمگیری جلد ۴ ص ۳۵۹)

بہر حال پورا گورکھ دھندا ہی الٹی گنگا ہے اوپر آپ نے ایک نام ابراہیم نخعی کا بھی پڑھا یہ وہ بزرگ ہیں جو امام ابوحنیفہ کے استاذ ہیں آپ کے محامد و تعریف میں اکثریت رطب اللسان ہے مگر کتبِ فقہ نے آپ کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ عبرت انگیز ہے آپ کے متعلق درجِ ذیل خصائل مشہور کیے گئے ہیں:

۱۔ آپ جب سونے جاتے تو خادم سے فرماتے کہ جو شخص بھی گھر میں آنے کی اجازت مانگے تو کہنا یہاں نہیں ہیں اور مراد یہ لینا کہ جہاں تو کھڑا ہے وہاں کھڑے نہیں ہیں (عالمگیری جلد ۴ ص ۱۰۹۸، ہدایہ جلد ۴ ص ۸۴۰)

۲۔ جو شخص آپ سے ملنا چاہتا اور آپ کو ملنا منظور نہ ہوتا تو تکیہ وغیرہ پر سوار ہو جاتے اور خادم سے کہتے کہ جا کہہ دے کہ وہ تو سوار ہو گئے۔ (ہدایہ جلد ۴ ص ۸۶۸، عالمگیری جلد ۴ ص ۱۰۹۸)

۳۔ جو شخص آپ سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور آپ کو دینی نہ ہوتی تو ہاتھ زمین پر رکھ کر فرماتے کہ یہاں نہیں ہے (عالمگیری جلد ۴ ص ۱۰۹۸، ہدایہ جلد ۴، ۸۶۸)

گویا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ فقہاء بھی علمِ حدیث سے یعنی دینِ اسلام کے اصل اصول سے قطعی نابلد تھے اسی لئے اتنی قلابازیاں کھانے کی ضرورت پڑی جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا حالانکہ شریعت کا اصل اصول تو یہ ہے کہ

۱۔ اگر کسی کے گھر جائے تو بغیر اجازت اور بغیر سلام کے اندر داخل نہ ہو۔ (سورہ النور ۲۷)

۲۔ جب کسی کے گھر جائے تو گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر السّلام علیکم کہے اور پھر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرے اگر کوئی شخص بغیر سلام اور اجازت کے داخل ہو تو اسے واپس کر دے اور اسے داخل ہونے کا طریقہ سکھائے (صحیح بخاری کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضل عائشہ وغیرہ)

۳۔ اگر پہلی مرتبہ سلام کرنے کے بعد جواب یا اجازت نہ ملے تو دوسری مرتبہ سلام کرے اگر دوسری مرتبہ سلام کرنے کے بعد جواب یا اجازت نہ ملے تو تیسری مرتبہ سلام کرے، اگر تین دفعہ سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے (صحیح بخاری کتاب الادب و صحیح مسلم کتاب الادب)

یہ ہے منہاجِ دین معلوم نہیں شیخ محترم تکیہ وغیرہ پر کیوں سوار ہو جاتے تھے؟ آخر تکیہ پر بیٹھ کر ہی تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اب فقہ کی روشنی میں مزید حلال وحرام کے مسائل بھی ملاحظہ فرمالیں:

۲۶۔ اگر کتے نے بکری سے جفتی کی اور بچہ مشترک پیدا ہوا تو دیکھنا چاہئے یعنی گوشت اور گھانس سامنے رکھ کر اگر گھانس کھاتا ہے تو حلال ہے اور گوشت کھائے تو حرام اگر دونوں کھائے تو اس کو مارا جائے اگر بھونکے تو کتے کا حکم ہے ورنہ بکری کا اگر دونوں آوازیں نکالتا ہو تو ذبح کیا جائے اور اگر اوجھڑی نکلے تو کھایا جائے ورنہ نہیں (درمختار جلد۴ ص ۱۸۱، عالمگیری جلد۴ ص ۲۱۹)

۲۷۔ چمگادڑ اور الّو کا گوشت حلال ہے (عالمگیری جلد۴ ص ۲۱۸)

حیرت ہے حنفی مذہب نے اپنی شکم پری کے لیے کیسی کیسی مخلوق کو اپنے لیے حلال کر ڈالا ہے۔

۲۸۔ جو کوّا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہو وہ حلال ہے۔ (درمختار جلد۴ ص ۱۷۷، عالمگیری جلد۴ ص ۲۱۸)

۲۹۔ جو جانور کھائے جاتے ہیں ان کو شراب پلائی گئی پھر اسی وقت ذبح کر دیا تو حلال ہے (ہدایہ جلد ۴ ص ۲۷۷، درمختار جلد ۴ ص ۱۹۶)

چلئے شراب بھی حلال ہے اور جانوروں کو بھی پلائی جائے تو وہ جانور بھی حلال ہے فقہ اور شراب نے انسان اور جانور کے فرق کو بھی ختم کر دیا۔

۳۰۔ آگ سے ذبح کرنا جائز ہے (درمختار جلد ۴ ص ۱۷۰)

آگ سے کس طرح ذبح کیا جائے اس کا جواب مسئلہ گھڑنے والے ہی بتا سکتے ہیں ہوسکتا ہے احناف میں جنات بھی ہوں ورنہ اس نکتہ آفرینی کی کیا ضرورت تھی کہ چھریاں چاقو چھوڑ کر آگ سے بھی ذبح کیا جائے۔

۳۱۔ گدھے کا گوشت مکروہ ہے (ہدایہ جلد ۴ ص ۲۱۵)

عجیب مذہب ہے چمگادڑ اور الو تو ان کے حلال ہے مگر گدھا مکروہ ہے معلوم نہیں یہ کراہیت کس بنیاد پر ہے؟ شاید اس لیے کہ گدھا بالآخر گدھا ہی ہوتا ہے۔

کتاب الزکوٰۃ :

۳۲۔ زکوٰۃ نہ دینے کا حیلہ یہ ہے کہ جس کے پاس مال ہو بقدرِ نصاب سال گزرنے سے پہلے ایک درم خیرات کر دے یا بعض درم اپنی اولاد کو ہبہ کر دے تاکہ مال نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (احیاء العلوم کشوری جلد ۱ ص ۱۱)

امام ابو یوسف کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آخر برس میں اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام سے ہبہ کرا لیتے تھے تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے اور یہ چیز احیاء العلوم میں درج ہے دیکھئے جلد ۱ ص ۱۱)

۳۳۔ جو شخص زکوٰۃ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی کو دیدے اور وہ مسجد میں لگا دے (درمختار جلد ۱ ص ۴۳۷)

یہ مسئلہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح احناف کے ہاں حلالہ کیا جاتا ہے۔

شراب اور سود دونوں حلال ہیں:

۳۴۔ مسلمان مسلمان سے دارالحرب میں سود لے تو جائز ہے (عالمگیری جلد۳ ص۱۹۰)

یعنی ہندوستان کا مسلمان کسی مسلمان سے سود لے تو جائز ہے مگر پاکستان میں معلوم نہیں سود کس لئے حلال ہے جب کہ مسلمان اسے دارالحرب بھی نہیں سمجھتے۔

۳۵۔ شراب گیہوں، جو، شہد اور جوار کی حلال ہے (ہدایہ جلد۴ ص۳۹۸)

۳۶۔ جس نے شراب کے نو پیالے پیئے اور نشہ نہ ہوا پھر دسواں پیا تو نشہ ہوا تو یہ دسواں پیالہ حرام ہے پہلے کے نو نہیں (درمختار جلد۴ ص۲۶۴)

عجیب منطق ہے دراصل شراب حرام نہیں بلکہ وہ دسواں پیالہ حرام ہے جس کے پینے سے نشہ طاری ہو جائے بہرحال لوگوں کو اتنی آسانی دیدی گئی ہے کہ وہ نو پیالیوں کی حدود تک رہیں ورنہ حد جاری ہو جائے گی۔

۳۷۔ شراب پی کر قے کردے تو حد نہیں ماری جائے گی (عالمگیری جلد۲ ص۶۸۷)

معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کے ہاں شراب کی اقسام، علت اور حدود متعین نہیں یہ زمانہ کے تغیرات اور موسم کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہتی تھیں اب یہ معلوم نہیں کہ قاضی کا مذکورہ فیصلہ اس دسویں پیالے کے متعلق ہے جس سے نشہ طاری ہوگیا ہو یا دسواں پیالہ پی کر قے کر دینے کے متعلق ہے کہ کوئی شراب ۹ پیالے تو غٹا غٹ پی جائے اور دسواں پیالہ قے کر دے تو حد سے بری ہو جائے بہرحال اس حد کی واقعی کوئی حد نہیں۔

غالباً اسی لیے ابوحنیفہؒ وابو یوسفؒ دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

۳۸۔ شرابی نے بو جانے کے بعد شراب پینے کا اقرار کیا تو حد نہیں ماری جاوے گی (عالمگیری جلد۲ ص۶۵۷، ہدایہ جلد۲ ص۴۷۴)

معلوم ہوا کہ شراب حرام نہیں اس کی بو حرام ہے لہٰذا شرابی کو چاہئیے کہ اپنے منہ کی بو ختم کر کے قاضی کے پاس جائے پھر چاہے وہ لاکھ اقرار کرے کہ اس نے شراب پی ہے مگر یقین اس

کے اعتراف جرم پر نہیں بلکہ منہ سونگھ کر کیا جائے گا اگر اس کا منہ بو سے پاک ہے تو ٹھیک ورنہ حد ماری جائے گی اسے کہتے ہیں جنگل کا قانون مگر یارانِ طریقت کا اصرار ہے کہ فقہی موشگافیوں کو اہل بصیرت ہی خوب جانتے ہیں ظاہر پرست کیا جانیں۔

اب آخر میں تین ہوشربا فتوے ملاحظہ فرمایئے جو دنیا کے کسی خطے یا کسی قانون کی کتاب میں نہیں پائے جاتے مگر فقہ میں قیامت تک کے لیے محفوظ ہیں اور احناف کے لیے حجت قاطعہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳۹۔ زوجہ مفقود الخبر نوے برس انتظار کرے (بہشتی زیور جلد۴ ص ۵۷، ہدایہ جلد۲ ص ۶۲۱، عالمگیری جلد۲ ص ۸۸۲)

۴۰۔ جب مفقود کی عمر ایک سو بیس برس گذر جائیں تب مرنے کا حکم کیا جاوے گا اور ابو یوسف کے سو برس ہے۔ (ہدایہ جلد۲ ص ۶۲۱)

۴۱۔ پھر عورت بعد مدت مذکورہ کے نکاح کر سکتی ہے (بہشتی زیور جلد۴ ص ۵۷)

کیا دنیا کے کسی قانون میں یہ شق موجود ہے کہ کوئی عورت اپنے گم شدہ شوہر کا نوے برس، یا سو برس یا ایک سو بیس برس تک انتظار کرے پھر ایک صدی پرانے بڈھے سے نکاح کرے؟ ایسی طلسماتی ترغیب تو زمانِ جاہلیت میں بھی نہیں ملتی۔

بہر حال فقہ کے گورکھ دھندوں میں آپ کو وہ کچھ ملے گا جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل دہل جاتے ہیں مشکل یہ ہے کہ نہ مسائل گھڑ کر انبار لگانے والوں نے کچھ سوچا کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ اور نہ مذہب کے علمبردار دینِ اسلام کے متوازی شریعت کے بارے میں سوچتے ہیں نہ لب کشائی کرتے ہیں۔

الغرض فقہی قوانین کی فہرست بڑی طویل ہے ایک چہل روایات کا گلدستہ بطور تحفہ ان کی خدمت میں جو ان حرام وحلال کے خود ساختہ فیصلوں کو دینِ اسلام سمجھتے اور ان کے لیے بھی جو ان خرافاتِ غیر عقلیہ کو دریا برد کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

جماعت المسلمین کی دعوت

جماعت المسلمین ایسی جماعت ہے جس میں فرقہ وارانہ مذاہب کے ماننے والے نہیں پائے جاتے یعنی جماعت المسلمین فرقوں کا معجون مرکب نہیں ہے۔ جو شخص بھی جماعت المسلمین میں شامل ہوتا ہے وہ صرف مسلم ہوتا ہے، نہ اُس کا کوئی مسلک ہوتا ہے اور نہ کوئی مذہب، نہ اُسکا مکتبۂ فکر ہوتا ہے اور نہ اسکا کوئی فرقہ وارانہ فقہ۔ اس کا تو بس دین ہوتا ہے اور وہ دین اسلام ہوتا ہے۔ وہ صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے احکام کا پابند اور توحید اور سنت پر گامزن ہوتا ہے۔

جماعت المسلمین توحید اور اتباع سنت پر سختی سے کار بند ہے اور وہ صرف اسلام یعنی وہ اسلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے تھے اس پر قائم ہے اور اسی کی دعوت دیتی ہے۔ جماعت المسلمین نہ فرقہ ہے اور نہ فرقہ وارانہ مذاہب کو اسلام سمجھتی ہے۔

فرقہ بندی کو ہر شخص لعنت سمجھتا ہے لیکن فرقوں کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا، یہ قول وفعل کا تضاد ہے۔ اس طرح فرقہ بندی کبھی ختم نہیں ہوسکتی اور لوگوں کا یہ خواب کہ سب ایک ہو جائیں کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

جماعت المسلمین کے امتیازی اوصاف

جماعت المسلمین اللہ تعالیٰ کے ساتھ (ذات، صفات اور حقوق میں) ذرہ برابر بھی شرک کو ظلم عظیم اور ناقابل بخشش گناہ سمجھتی ہے۔

جماعت المسلمین اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کو فرض ان کے احکامات کو نہایت ضروری اور ترک سنت کو گناہ سمجھتی ہے۔

جماعت المسلمین قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کو ہی صرف اسلام سمجھتی ہے۔

جماعت المسلمین اعلائے کلمۃ اللہ امر بالمعروف اور نہی عن منکر کے لئے جہاد کو ضروری سمجھتی ہے۔

جماعت المسلمین ختم نبوت کے انکار کو کفر اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کو جزو ایمان سمجھتی ہے۔

جماعت المسلمین کا ضابطۂ حیات صرف دین اسلام ہے اس کا کسی بھی فرقے، مذہب،

مسلک اور مکتب فکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
جماعت المسلمین میں شامل ہر فرد صرف اور صرف مسلم ہے اس کا نہ کوئی فرقہ وارانہ نام ہے اور نہ کوئی فرقہ وارانہ کام اور نہ ہی کوئی فرقہ وارانہ پہچان۔
جماعت المسلمین امیر کی اطاعت اور بیعت کو لازمی سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت اور توہین رسالت تو کجا بلکہ ذرا سی بے ادبی اور گستاخی کے تصور کو بھی کفر سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین ہی ایک ایسی اجتماعیت ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک کی اجتماعیت جماعت المسلمین ہی سے موسوم ہے باقی سب خود ساختہ ہیں اور یہی ایک ایسی اجتماعیت ہے جس کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم موجود ہے۔
جماعت المسلمین دین اسلام کے نام سے جو کچھ پیش کرتی ہے اسکا انکار کفر ہے۔
جماعت المسلمین کو چھوڑنا بلکہ مخالفت بھی کرنا اسلام کو چھوڑنا اور جاہلیت کی موت کو دعوت دینا ہے۔
جماعت المسلمین فرقہ واریت اور تقلید مطلق (اندھی اور شخصی تقلید) کو شرک سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین طاغوت، فرقہ بندی، اختلافات، جمہوریت، اور فتویٰ بازی سے سخت بیزار ہے۔
جماعت المسلمین دین اسلام کی سربلندی کے لئے دعوت وتبلیغ کو نہایت ضروری سمجھتی ہے۔
اور اس سلسلہ میں آنے والی تکالیف پر صبر کی تلقین کرتی ہے۔
جماعت المسلمین بدعت کو گمراہی اور عصبیت کو جاہلیت سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین صحابہ کرامؓ، اولیاء اللہ اور شعائر اللہ کا ادب واحترام ضروری سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین اسلام کے معاشی نظام کو سود سے پاک، ماحول کو دہشت گردی سے پاک، معاشرے کو رشوت سے پاک اور اعمال کو رسم ورواج سے پاک رکھنے پر یقین رکھتی ہے۔
جماعت المسلمین علم وعمل کو یکساں اہمیت دیتی ہے۔ اور دین اسلام کے ہر گوشے پر عمل کرنے کو ضروری سمجھتی ہے۔
جماعت المسلمین کی منزل خلافت علیٰ منہاج النبوت ہے، جمہوریت، سوشلزم، سکولرزم اور بادشاہت نہیں۔

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا (حج ـ ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔



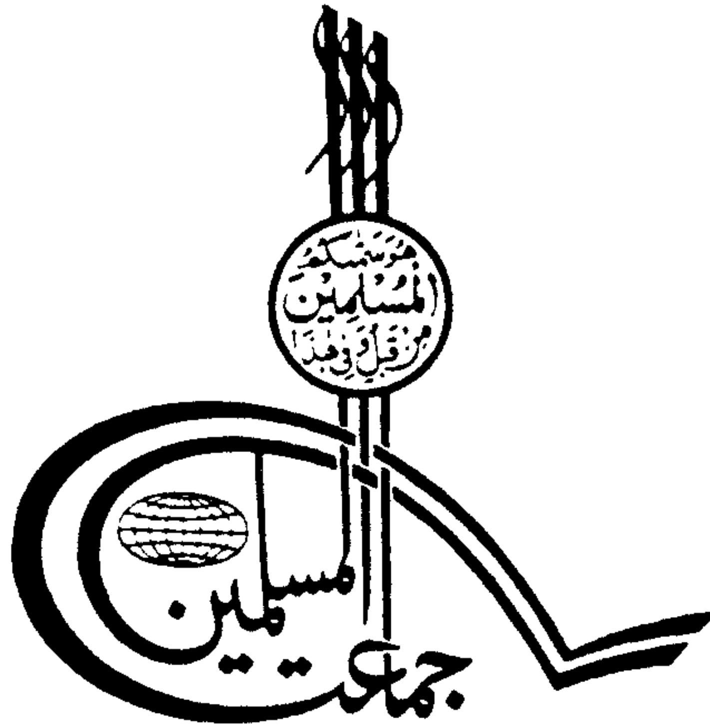
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (بقرہ ۱۲۸)

اے ہمارے ربّ ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا مسلم بنا۔



اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ۝ (ن ـ ۳۵)

کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مانند قرار دیں گے۔



قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ

اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت المسلمین کو لازم پکڑو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)